مولانا ابو ریحان سیالکوٹی (دوسری و آخری قسط)

مرد اور عورت کی نماز میں فرق!

۷۔امام کی جائے قیام میں فرق : عورتوں کی انفرادی جماعت مکروہ ہونے کے باوجود وہ جماعت کرانے ہی لگیں تو پھر ساتواں فرق مردوں اور عورتوں کی نماز میں یہ ہے کہ مرد امام تو صف سے آگے نکل کر کھڑا ہوتا ہے جبکہ عورت امام کو صف کے اندر ہی کھڑا ہونا چاہیے، علاوہ ازیں کہ وہ فرض نماز کی امام ہو یا نفل نماز کی، چنانچہ مرد امام کی جائے قیام کے بارے میں حضرت سمرۃ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

امرنا رسول اللہ ﷺ اذا کنا ثلاثه ان یتقدمنا احدنا ''رسول اللہ ﷺ نے ہم کو حکم دیا کہ جب ہم تین (آدمی) ہوں (اور نماز باجماعت پڑھنے لگیں) تو ایک ہم میں آگے ہو جایا کرے'' (ترمذی، ص ۵۴، ج ۱)

ب: حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اس سلسلے کا اپنا واقعہ یوں بیان کیا ہے کہ ایک موقع پر رسول اللہ ﷺ نماز پڑھنے کھڑے ہوئے تو میں بھی آپ ﷺ کی بائیں جانب کھڑا ہو گیا۔ آپ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور گھما کر مجھے اپنی دائیں طرف کھڑا کر لیا۔ اتنے میں حضرت جبار بن صخر رضی اللہ عنہ بھی وضو کر کے آ گئے اور آنحضرت ﷺ کی بائیں جانب کھڑے ہو گئے تو آپ ﷺ نے ہم دونوں کے ہاتھ پکڑ کر ہم کو اپنے پیچھے کر دیا (اب ہم آپ ﷺ کے پیچھے تھے اور آپ ﷺ ہم سے آگے) (صحیح مسلم ص ۴۱۷/ ج ۲ فی حدیث طویل)

جبکہ عورت امام کی جائے قیام کے بارے میں: **الف** : حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: ''**توم المرأة النسآء تقوم فی وسطهن**'' ''عورت (اگر) عورتوں کی امام بنے تو ان کے درمیان کھڑی ہو۔ (مصنف عبدالرزاق ص ۱۴۰/ ج ۳)

ب: حضرت ریطہ حنفیہ روایت کرتی ہیں کہ ایک دفعہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرض نماز میں عورتوں کی امامت کرائی تو ان کے درمیان کھڑی ہوئیں۔ ''**ان عائشة امتهن و قامت بینهن فی صلاة مکتوبة**'' (مصنف عبدالرزاق ص ۱۴۱/ ج ۳۔ سنن بیہقی ص ۱۳۱/ ج ۳)

ج: یحییٰ بن سعید خبر دیتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نفل نماز میں عورتوں کی امامت کراتی تھیں تو ان کے ساتھ صفیں کھڑی ہوتی تھیں۔ ''**ان عائشة کانت تؤم النسآء فی التطوع تقوم معهن فی الصف**'' (مصنف عبدالرزاق ص ۱۴۱/ ج ۳)

امام محمد رحمہ اللہ نے کتاب الآثار میں بواسطہ **ابو حنیفه عن حماد عن ابراهیم النخعی** اس کو بایں الفاظ نقل کیا ہے:

انها کانت تؤم النسآء فی شهر رمضان فتقوم وسطاً حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ماہ رمضان میں عورتوں کی امامت کرتی تھیں تو ان کے درمیان کھڑی ہوتی تھیں۔ (کتاب الآثار ص ۴۳۔ باب المرأۃ تؤم النسآء الخ)

د: حضرت حجیرہ بنت حصین بیان کرتی ہیں کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ایک دفعہ عصر کی نماز میں ہم عورتوں کی امامت کروائی

تو ہمارے درمیان کھڑی ہوئیں۔ ''امتنا ام سلمة فی صلوٰۃ العصر قامت بیننا ''(مصنف عبدالرزاق ص ۱۴۰/ ج ۳، سنن بیہقی ص ۱۳۱/ ج ۳)

ہ: ام الحسن سے روایت ہے کہ انہوں نے آنحضرت ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ وہ (رمضان میں) عورتوں کی امامت کرتی تھیں تو ان کے ساتھ ان کی صف میں کھڑی ہوتی تھیں ''انها رأت ام سلمة زوج النبی ﷺ تؤم النسآء (ای فی رمضان) فتقوم معهن فی صفهن ''(نصب الرایہ ص ۳/ ج ۲)

۸۔مسجد میں باجماعت نماز پڑھنے کی فضیلت میں فرق: ایک فرق مرد اور عورت کی نماز میں یہ ہے کہ مردوں کے لئے تو مسجد میں نماز با جماعت ادا کرنا افضل بلکہ ضروری ہے جبکہ عورتوں کے لئے اپنے اپنے گھروں میں ہی اپنی اپنی نماز پڑھنا افضل ہے چنانچہ مردوں کے لئے تو مسجد میں آ کر نماز با جماعت ادا کرنے کی فضیلتیں اور مسجد کی بجائے گھروں میں ہی نماز پڑھ لینے پر وعیدیں طرح طرح سے آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمائیں جو کتب صحاح میں مستقل ابواب کے تحت درج ہیں مثلاً:

الف: مسجد کی با جماعت نماز کو گھر وغیرہ کی نماز سے ثواب میں ۲۵ گنا اور روایت میں ۲۷ گنا بڑھ کر فرمایا۔ بخاری ص ۸۹/ ج ۱۔ مسلم ص ۲۳۲/ ج ۱، وغیرہما من کتب الحدیث)

ب: اذان سن کر بھی بلا عذر گھر پر ہی نماز پڑھ لینے اور مسجد کی جماعت میں حاضر نہ ہونے والے کی نماز کے بارے میں فرمایا کہ: لم تقبل منه الصلوٰۃ التی صلی ''اس کی وہ نماز قبول نہیں ہوتی یعنی اس پر ثواب نہیں ملتا'' (ابوداؤد ص ۸۱/ ج ۱)

ج: رات کے اندھیرے میں نماز با جماعت کیلئے مسجدوں میں بکثرت آنے جانے والوں کو قیامت کے دن پورے نور کی بشارت سنائی۔ (ابوداؤد ص ۸۳/ ج ۱۔ ترمذی ص ۵۲/ ج ۱، وغیرہما)

د: مسجد کے پڑوسی یعنی اذان کی آواز سننے والے کی نماز کے بارے میں فرمایا کہ مسجد کے سوا کسی اور جگہ اس کی نماز گویا ہوتی ہی نہیں: ''لا صلوٰۃ لجار المسجد الا فی المسجد'' (اعلاء السنن ص ۱۷۰/ ج ۴)

ہ: بلا عذر گھروں میں ہی نماز پڑھ لینے اور مسجد کی جماعت میں حاضر نہ ہونے والوں کے گھروں کو آگ سے جلا ڈالنے کی دھمکی سنائی۔ (بخاری ۸۹/ ج ۱۔ مسلم ص ۲۳۳/ ج ۱، وغیرہما)

لیکن اس کے مقابلے میں عورتوں کے بارے میں فرمایا کہ ان کیلئے ان کے گھر ہی بہتر ہیں چنانچہ:

الف: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، آنحضرت ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ: لا تمنعوا نساء کم المساجد و بیوتهن خیر لهن ''اپنی عورتوں کو مسجدوں (میں آنے) سے منع نہ کرو گو کہ ان کے لئے زیادہ بہتر ان کے گھر ہی ہیں''۔

(ابوداؤد ص ۸۴/ ج ۱۔ سنن بیہقی ص ۱۳۱/ ج ۳)

ب: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: صلوٰۃ المرأۃ فی بیتها افضل من صلاتها فی حجرتها و صلاتها فی مخدعها افضل من صلاتها فی بیتها '' عورت کا اپنے سونے کے کمرے میں نماز

پڑھنا برآمدے میں نماز پڑھنے سے افضل ہے اور اس کا پچھلی کوٹھڑی میں نماز پڑھنا اگلے کمرے میں نماز پڑھنے سے افضل ہے"۔ (سنن ابی داؤد ص ۸۴/ ج ا۔ سنن بیہقی ص ۱۳۱/ ج ۳)

ج: ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ: "خیر مساجد النسآء قعر بیوتھن" (عورتوں کی بہترین مسجدیں ان کے گھروں کے اندرونی حصے ہیں) (سنن بیہقی ص ۱۳۱/ ج ۳)

د: ایک حدیث میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ عورت کی نمازوں میں اللہ تعالیٰ کو اس کی وہ نماز، سب سے زیادہ محبوب ہوتی ہے جو وہ اپنے گھر کے تاریک گوشے میں پڑھتی ہے: "ما صلت امراۃ احب الی اللہ من صلاتھا فی اشد بیتھا ظلمۃ" (سنن بیہقی ص ۱۳۱/ ج ۳)

ہ: ایک بار ابوحمید الساعدی رضی اللہ عنہ کی بیوی ام حمید رضی اللہ عنہا، حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی کہ: "یا رسول اللہ انی احب الصلاۃ معک" (میرا دل چاہتا ہے کہ میں آپ کے ساتھ باجماعت نماز پڑھا کروں) تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ: "قد علمت انک تحبین الصلوٰۃ معی، و صلوتک فی بیتک خیر من صلاتک فی حجر تک و صلاتک فی حجر تک خیر من صلاتک فی دارک وصلاتک فی دارک خیر من صلاتک فی مسجد قومک و صلاتک فی مسجد قومک خیر من صلاتک فی مسجدی

"میں جانتا ہوں کہ تمہارا دل میرے ساتھ (باجماعت) نماز پڑھنے کو چاہتا ہے لیکن تمہارا اپنے سونے کے کمرے میں نماز پڑھنا برآمدے میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے اور برآمدے میں نماز پڑھنا صحن میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے اور صحن میں نماز پڑھنا محلّہ کی مسجد میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے اور محلّہ کی مسجد میں نماز پڑھنا میری مسجد (نبویؐ) میں (میرے ساتھ باجماعت) نماز پڑھنے سے بہتر ہے"۔

حضور ﷺ کے اس ارشاد کی وجہ سے ام حمید رضی اللہ عنہا نے حکم دیا کہ میرے گھر کے تاریک کمرے میں میری نماز کی جگہ بنا دو پھر وہ زندگی بھر، وصال تک وہیں نماز ادا کرتی رہیں۔ (رواہ احمد فی مسندہ و ابن خزیمہ و ابن حبان فی صحیحھا بحوالہ اعلاء السنن ص ۲۳۰/ ج ۴)

ایک ضروری تنبیہ: واضح رہے کہ نماز کیلئے عورتوں کے مساجد میں آنے سے متعلق جو کچھ یہاں بیان ہوا ہے، یہ آنحضرت ﷺ کے مبارک دور کی بات ہے۔ بعد میں جب عورتوں نے ان قیود وحدود میں کوتاہی شروع کر دی، جن کے ساتھ ان کو مساجد میں آنے کی اجازت دی گئی تھی تو فقہاء امت نے ان کے آنے کو مکروہ قرار دے دیا۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ارشاد ہے: لو ادرک رسول اللہ ﷺ ما احدث النسآء لمنعھن المسجد کما منعت نسآء بنی اسرائیل "عورتوں نے جو نئی روش اختراع کر لی ہے اگر رسول اللہ ﷺ اس کو دیکھ لیتے تو عورتوں کو مسجد سے روک دیتے جس طرح بنی اسرائیل کی عورتوں کو روک دیا گیا تھا"

(صحیح بخاری، ص ۱۲۰، ج ا/ صحیح المسلم، ص ۱۸۳، ج ا/ موطا امام مالک، ص ۱۸۴)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یہ ارشاد ان کے زمانے کی عورتوں کے بارے میں ہے، اسی سے اندازہ کیا جا سکتا

ہے کہ ہمارے زمانے کی عورتوں کا کیا حال اور کیا حکم ہوگا؟ اس کا مطلب یہ نہیں کہ شریعت بدل گئی، ہرگز نہیں، شریعت ہرگز نہیں بدلی اور آنحضرت ﷺ کے بعد کسی کو شریعت کے بدلنے کا اختیار بھی کہاں ہے؟ بلکہ بات یہ ہے کہ جن قیود و شروط کو ملحوظ رکھتے ہوئے آنحضرت ﷺ نے عورتوں کو مساجد میں آنے کی اجازت دی تھی، جب عورتوں نے ان قیود و شروط کو ملحوظ نہ رکھا تو اجازت بھی باقی نہ رہی، اس بنا پر فقہاء امت نے جو در حقیقت حکماء امت ہیں، عورتوں کے مساجد میں حاضری کو مکروہ قرار دے دیا۔ حاصل یہ کہ عورتوں کا نماز کیلئے مساجد میں آنا اپنی اصل کے اعتبار سے جائز ہے مگر فسادِ زمانہ کے عارضہ کی وجہ سے مکروہ قرار پا گیا ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ وبا کے زمانہ میں کوئی طبیب، امرود کھانے سے منع کر دے تو اس کو یہ نہ کہا جائے گا کہ اس نے شریعت کے حلال و حرام کو تبدیل کر دیا بلکہ یہ کہا جائے گا کہ اس نے ایک حلال و جائز چیز کو وبائی ماحول و موسم میں مضرِ صحت ہونے کی وجہ سے کھانے سے منع کیا ہے۔ یہاں بھی جائز ہے، فقہاء امت نے اس کو اصل سے ہی ناجائز نہیں قرار دیا بلکہ نفسانی ماحول و موسم میں دینی صحت کیلئے مضر ہونے کی وجہ سے اس سے منع کیا ہے۔ خوب اچھی طرح سمجھ لو۔ بہر حال اس اصلی جواز کے باوجود عورتوں کیلئے بہتر ان کے گھر ہی ہیں، ان کو زیادہ ثواب مسجد کی بجائے اپنے اپنے گھر میں اپنی اپنی نماز پڑھنے میں ہی ملے گا جبکہ مردوں کیلئے زیادہ ثواب اس میں ہے کہ وہ مسجد میں آ کر با جماعت نماز ادا کریں۔

۹۔ صفوں کی خیریت و شرّیت میں فرق: جیسا کہ ابھی معلوم ہوا کہ عورتوں کی نماز اپنے گھر میں ہی افضل ہے لیکن اس کے باوجود اگر وہ مسجد میں ہی آ کر مردوں کے ساتھ ان کی امامت میں نماز پڑھیں تو پھر نواں فرق مرد و عورت کی نماز میں یہ ہے کہ مردوں کی صفوں میں تو بہترین صف سب سے پہلی اور بدترین سب سے آخری صف ہے جبکہ عورتوں کی صفوں کا معاملہ اس کے بالکل برعکس یہ ہے کہ ان کی بہترین صف سب سے آخری اور بدترین سب سے پہلی صف ہے، چنانچہ صحیح بخاری کے سوا تمام اربابِ صحاح ستہ نے آنحضرت ﷺ کا یہ فرمان نقل کیا ہے: خیر صفوف الرجال اوّلھا وشرھا آخرھا و خیر صفوف النسآء آخرھا وشرھا اوّلھا (صحیح مسلم، ص ۱۸۲، ج ۱/ ابوداؤد، ص ۹۹، ج ۱/ ترمذی، ص ۵۲، ج ۱/ نسائی، ص ۱۳۱، ج ۱/ ابن ماجہ، ص ۷۰)

۱۰۔ صلاحیتِ امامت میں فرق: اسی مذکورہ حدیث سے ہی ایک دسواں فرق مرد اور عورت کی نماز میں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مرد تو عورتوں کا امام بن سکتا ہے لیکن عورت، مردوں کی امام نہیں بن سکتی کیونکہ امامت کیلئے سب سے آگے کھڑا ہونا پڑتا ہے جبکہ عورت کو سب سے پیچھے کھڑے ہونے کا حکم ہے۔ حتیٰ کہ اس کا تو اپنی عورتوں کی صفوں تک میں بھی اگلی صف میں کھڑا ہونا پسند نہیں کیا گیا۔ وہاں بھی اس کیلئے آخری صف کو ہی بہترین قرار دیا گیا ہے تو عورتیں چھوڑ کر سب مردوں سے بھی آگے اس کا کھڑا ہونا شرعاً کیسے درست ہو سکتا ہے؟

۱۱۔ اپنے امام کو متنبہ کرنے کے طریقے میں فرق: اگر امام بھول جائے اور اس کو متنبہ کرنے کی ضرورت پیش آئے تو گیارھواں فرق عورت کی نماز میں یہ ہے کہ مقتدیوں میں سے اگر کوئی مرد متنبہ کرے تو تسبیح سے یعنی "سبحان اللہ" کہہ کر متنبہ کرے اور اگر کوئی عورت متنبہ کرے تو تصفیق سے یعنی اپنے داہنے ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ کی پشت پر مار کر متنبہ کرے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: التسبیح للرجال والتصفیق للنسآء "تسبیح مردوں کیلئے اور تصفیق عورتوں کیلئے

ہے'' (بخاری، ص۱۶۰، ج۱/ ابوداؤد، ص۱۳۵، ج۱/ ترمذی، ص۴۷، ج۱/ نسائی، ص۱۷۸، ج۱/ ابن ماجہ، ص۷۲)

فائدہ: عورتوں کیلئے تصفیق کی مشروعیت سے، نماز میں عورتوں کے ہاتھ باندھنے کی کیفیت پر بھی روشنی پڑتی ہے کہ وہ نماز میں مردوں کی طرح ہاتھ نہ باندھیں گی بلکہ اپنے داہنے ہاتھ کی پشت پر رکھ کر ہاتھ باندھیں گی جبھی تو ان کیلئے تصفیق آسانی ممکن ہوگی۔

۱۲۔اذان واقامت کی مسنونیت میں فرق: ایک فرق مرد اور عورت کی نماز میں یہ بھی ہے کہ مردوں کیلئے تو اذان و اقامت، سنت مؤکدہ کے درجہ میں مسنون ہے اور عورتوں کیلئے نہ اذان مسنون ہے اور نہ اقامت۔ چنانچہ امام بیہقیؒ، حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے صحیح سند کے ساتھ ناقل ہیں: لیس علی النسآء اذان و اقامۃ ''عورتوں پر اذان ہے، نہ اقامت'' (سنن بیہقی، ص۴۰۸، ج۱) بلکہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی روایت سے ایک مرفوع حدیث بھی نقل کی ہے، جس میں آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں: لیس علی النسآء اذان ولااقامۃ ولاجمعۃ ولااغتسال جمعۃ ولاتقدمھن امرۃ ولکن تقوم فی وسطھن ''عورتوں پر نہ اذان ہے، نہ اقامت، نہ غسل جمعہ اور نہ (بصورت امامت) عورتوں سے آگے بڑھنا بلکہ ان کے بیچ میں کھڑی ہو'' (سنن بیہقی، ص۴۰۸، ج۱)

امام بیہقیؒ نے اگرچہ اس کے رفع پر کلام کیا ہے لیکن اس کا مضمون بہرحال اپنی جگہ ثابت ہے۔

۱۳۔فرضیتِ جہاد میں فرق: ایک فرق مرد اور عورت کی نماز میں یہ ہے کہ مردوں پر جمعہ کی نماز اپنی شرطوں کے ساتھ فرض ہے، جس کے بلاعذر چھوڑنے پر سخت ترین وعیدیں حدیث میں وارد ہوئی ہیں لیکن عورتوں پر جمعہ نہ فرض ہے اور نہ اس کے ترک پر ان کیلئے کوئی وعید ہے۔ چنانچہ ارشاد نبوی ہے:

الف: الجمعۃ حق واجب علیٰ کل مسلم فی جماعۃ الاالاربعۃ، عبدٍمملوک اوامرأۃ اوصبی اومریض ''جمعہ حق ہے اور باجماعت ہر مسلمان پر واجب ہے، علاوہ چار آدمیوں کے (۱) غلام جو کسی کی مِلک میں ہو (۲) عورت (۳) بچہ (۴) اور مریض (سنن ابی داؤد، ص۱۵۳، ج۱)

ب: نیز آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اربعۃ لاجمعۃ علیھم المرأۃ والمملوک والمسافر والمریض ''چار قسم کے لوگوں پر جمعہ (واجب) نہیں ہے۔ عورت، غلام، مسافر اور بیمار (کتاب الآثار، ص۴۱، باب الصلوٰۃ یوم الجمعۃ)

ان اور ان جیسی دیگر احادیث کی وجہ سے ہی ائمہ اربعہ (رحمہم اللہ) بھی مرد اور عورت کی نماز میں نفسِ فرق پر متفق ہیں گو اس کی بعض جزئیات کی تفصیلات آپس میں کچھ مختلف ہیں۔ امام ابوحنیفہؒ ہوں یا امام مالکؒ، امام شافعیؒ ہوں یا امام احمدؒ ان میں سے کسی ایک نے بھی اس فرق کا بالکلیہ انکار نہیں کیا بلکہ یہ سب ہی ائمہ کسی نہ کسی صورت میں اس فرق کے ضرور قائل ہیں۔ (چنانچہ ملاحظہ ہوں مذاہب اربعہ کی بعض تصریحات: [۱]

مذھب حنفیہ[۱]: واما فی النسآء فاتفقوا علی ان السنۃ لھن وضع الیدین علی الصدر لانہ استرلھا، کما فی البنایۃ. وفی المنیۃ: المرأۃ تضعھما تحت ثدییھا وفی بعض نسخھا علی ثدیھا الخ (السعایۃ ص۱۵۶، ج۲)

حتیٰ کہ غیر مقلدین کے امیر یمانی نے ''سبل السلام'' میں مولانا عبدالجبار غزنوی نے ''فتاویٰ غزنویہ'' میں اور مولوی محمد سعیدی نے ''فتاویٰ علماء اہل حدیث'' میں فی نفسہ اس فرق کی تصریح کی ہے بلکہ ان کے مولوی عبدالحق ہاشمی مہاجر مکی نے تو اس فرق پر مستقل ایک پورا رسالہ لکھا ہے، جس کا پورا نام ہے۔ نصب العمود فی تحقیق مسئلة تجافی المرأة فی الرکوع والسجود والقعود.

مولانا محمد داؤد غزنویؒ کے والد مولانا عبدالجبار غزنویؒ سے سوال کیا گیا کہ عورتوں کو نماز میں انضمام یعنی رکوع سجود سمٹا کر کرنا چاہیے یا نہیں؟ آپ نے جواب میں پہلے تو مراسیلِ ابی داؤد کی وہ حدیث نقل کی جو ہم اوپر (نمبر۳) کی شق الف میں ذکر کر آئے ہیں، پھر لکھا کہ ''اسی تعامل اہل سنت و مذاہبِ اربعہ وغیرہ سے چلا آیا ہے'' پھر چاروں مذاہب کی کتابوں سے حوالے پیش کر کے تحریر فرمایا: ''غرض یہ ہے کہ عورتوں کا انضمام وتخفاض نماز میں، احادیث وتعامل جمہور اہل علم از مذاہبِ اربعہ وغیرہ ہم سے ثابت ہے، اس کا منکر کتبِ حدیث و تعاملِ اہل علم سے بے خبر ہے'' (فتاویٰ غزنوی، ص۲۷۔۲۸/ فتاویٰ علماء اہل حدیث، ص۱۴۹، ج۳، بحوالہ: خواتین کا طریقہ نماز، مؤلفہ: حضرت مولانا مفتی عبدالروف سکھروی، ص۴۶)

بعض فقہی فرق: مرد اور عورت کی نماز میں یہ فرق تو وہ ہیں جو منصوص ہیں۔ ان کے علاوہ بعض ایسے فرق بھی ہیں جو فقہی و اجتہادی ہیں مناسب ہے کہ تتمیماً للفائدہ وہ بھی ذکر کر دیئے جائیں لیکن اس سے پہلے تمہید کے طور پر یہ بتا دینا ضروری ہے کہ یہ فقہی و اجتہادی فرق بھی بالکل بلاوجہ اور محض ایجادِ بندہ نہیں ہیں بلکہ حدیثِ رسول ﷺ سے ہیں۔ اخذ کردہ اصول پر مبنی ہیں۔ عورت کے سجدے کی کیفیت کے بیان میں آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد نقل ہو چکا ہے:

(بقیہ حاشیہ گزشتہ صفحہ) والمرأة تنخفض فی سجودها و تلزق بطنها بفخذها لان ذٰلک استرلها (ہدایہ ص۱۱۰، ج۱) واذا کانت امرأة جلسات علی الیتها الیسریٰ واخرجت رجلیها من جانب الایمن لانه استرلها (ہدایہ، ص۱۱۱، ج۱)

مذهب مالکیه: ندب مجافاة ای مباعدة (رجل فیه) ای سجود (بطنه فخذیه) فلا یجعل بطنه علیها ومجافلة (مرفقیه رکبتیه) ای عن رکبتیه ومجافاة ضبعیه ای مافوق المرفق الی الابط جنبیه ای عنهما مجافاة فی الجمیع واماالمرأة فتکون منضمة فی جمیع احوالها (الشرح الصغیر للدردیر المالکی ص۳۲۹، ج۱) بحوالہ خواتین کا طریقہ نماز، ص۴۴)

مذهب شافعیه: قال النووی یسنّ ان یجافی مرفقیه عن جنبیه و یرفع بطنه عن فخذیه وتضمّ المرأة بعضها الی بعض.......... وان کانت امرأة ضمّت بعضها الی بعض لان ذلک استرلها (شرح المہذب، ۴۰۴، ج۳، بحوالہ: خواتین کا طریقہ نماز، ص۴۴)

مذهب حنابله: وان صلت امرأة بالنسآء قامت معهن فی الصف و سطاً، قال ابن قدامة فی شرحه: اذاثبت هذا فانها اذا صلت بهن قامت فی وسطهن لا تعلم فیه خلافا بین من رأی لها ان تؤمهن ولان

المرأة تستحب لها التستر ولذلک لا یستحب لها التجافی الخ (المغنی لابن قدامۃ ص۲۰۲،ج۱،بحوالہ سابق ص۴۵)

اذا سجدت الصقت بطنها بفخذها کاستر ما یکون لها اس سے جہاں اصولی طور پر یہ معلوم ہوتا ہے کہ مرد اور عورت کی نماز کے تمام احکام میں برابر نہیں ہیں، وہاں ایک اصول یہ بھی نکلتا ہے کہ عورت کے لئے نماز کی ہیئت وکیفیت وہ مسنون ہے جس میں ستر زیادہ سے زیادہ ہو، حضراتِ فقہاء کرام نے آگے آنے والے فقہی واجتہادی فرقوں میں اسی اصول کو پیش نظر رکھا ہے، چنانچہ ''ہدایہ'' میں عورت کے سجدہ کی کیفیت بیان کرتے ہوئے لکھا ہے۔''والمرأۃ تنخفض فی سجودها و تلزق بطنها بفخذها لان ذالک استر لها'' اور عورت اپنے سجدہ میں سمٹ جائے اور اپنا پیٹ اپنی رانوں سے ملالے کیونکہ یہ اس کے لئے زیادہ پردہ کی چیز ہے'' (الھدایہ ص۱۱۰/ج۱، بابھفۃ الصلوۃ) یہ قریب قریب وہی الفاظ ہیں جو عورت کے سجدہ کی کیفیت میں آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمائے ہیں۔ اسی طرح عورت کے قعدہ کی کیفیت بیان کرتے ہوئے بھی صاحب ہدایہ نے لکھا ہے ''فان کانت امرأۃ جلست علی الیتها الیسری واخرجت رجلیها الی الجانب الایمن لا نه استر لها'' پھر اگر عورت ہو تو اپنے بائیں سرین پر بیٹھ جائے اور اپنے پاؤں دائیں طرف نکال لے کیونکہ یہ اس کے لئے زیادہ پردہ کی چیز ہے'' (الھدلیۃ ص۱۱۱/ج۱)

یہاں بھی صاحب ہدلیۃ نے اسی ستر کو بنیاد بنایا ہے جس کی تصریح خود آنحضرت ﷺ نے ہی اپنے مذکورہ ارشاد یعنی ''کاستر مایکون لها'' میں فرمائی ہے پھر آنحضرت ﷺ کے ارشاد فرمودہ اس اصول کی رعایت صرف فقہاءِ احناف ہی نے نہیں کی بلکہ دیگر ائمہ مجتہدین اور فقہاءِ امت نے بھی اس کی پوری پوری رعایت کی ہے، جیسا کہ ان کی کتبِ فقہ سے واضح ہوتا ہے ۔

الغرض آگے بیان ہونے والے مرد اور عورت کی نماز میں فقہی واجتہادی فرق بھی دراصل احادیث سے ہی ماخوذ ہیں خود ساختہ نہیں ہیں ان کا منشاء وہی ستر ہے جو احادیث میں مصرح ہے اس تمہید کے بعد اب ملاحظہ ہوں وہ فرق۔

۱۴۔ تکبیر تحریمہ کے وقت مردوں کو (اگر کوئی عذر نہ ہو تو) چادر وغیرہ سے ہاتھ باہر نکال کر اٹھانے چاہئیں، لیکن عورتیں ہر حال میں چادر یا دوپٹہ سے ہاتھ باہر نکالے بغیر اندر ہی اندر انہیں اٹھائیں۔ (عمدۃ الفقہ ص۱۱۴/ج۲۔ بہشتی زیور ص۲۹/ حصہ۱۱)

۱۵۔ ہاتھ باندھنے میں مردوں کی چھوٹی انگلی اور انگوٹھے کا حلقہ بنا کر بائیں کلائی کو پکڑنا چاہیے لیکن عورتیں، داہنی ہتھیلی کو بائیں ہتھیلی کی پشت پر رکھیں، حلقہ بنا کر کلائی کو نہ پکڑیں۔ (عمدۃ الفقہ ص۱۱۵/ج۲۔ بہشتی زیور ص۲۹/ حصہ۱۱)

۱۶۔ مردوں کی جماعت کی جہری نمازوں میں تو قرأۃ، بلند آواز سے ہوتی ہی ہے لیکن اگر مرد کبھی جہری نماز تنہا بھی پڑھے تب بھی قرأۃ بلند آواز سے کر سکتا ہے، جبکہ اس کے برعکس عورتوں کو ایسی صورتوں میں بھی بلند آواز سے قرأۃ کرنے کا اختیار نہیں بلکہ ان کو ایسے وقت میں بھی قرأۃ آہستہ ہی کرنی چاہئے، بلکہ جن فقہاء کے نزدیک عورت کی آواز بھی ستر میں داخل ہے ان کے نزدیک تو باواز بلند قرأۃ کرنے سے اس کی نماز ہی فاسد ہو جائے گی۔ (بحوالہ مذکور)

۱۷۔ مردوں کو رکوع میں اچھی طرح جھک جانا چاہئے کہ سر، سرین اور پشت برابر ہو جائیں لیکن عورتیں اس قدر نہ جھکیں بلکہ صرف اتنا جھکیں کہ ان کے ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں۔ (بحوالہ بالا)

۱۸۔ رکوع میں دونوں ہاتھوں کی انگلیاں کھول کر ان سے گھٹنوں کو پکڑیں لیکن عورتیں اس طرح کرنے کی بجائے اپنے ہاتھوں کی

انگلیاں ملا کر اپنے گھٹنوں پر صرف رکھ لیں۔ (عمدۃ الفقہ ص ۱۰۹، ۱۱۵/ ج ۲)

۱۹۔ مردوں کو رکوع میں اپنی پنڈلیاں سیدھی رکھنی چاہئیں، گھٹنوں کو کمان کی طرح خم نہ دینا چاہیے جبکہ عورتیں اس حالت میں اپنے گھٹنوں کو جھکائے رکھیں۔ (بحوالہ بالا)

۲۰۔ مرد، رکوع میں اپنی کہنیاں پہلو سے علیحدہ رکھیں اور عورتیں ملا سمٹا کر (عمدۃ الفقہ ص ۱۰۹، ۱۱۵/ ج ۲۔ بہشتی زیور ص ۲۹/ حصہ ۱۱)

۲۱۔ مردوں پر عید کی نماز واجب ہے، عورتوں پر واجب نہیں۔

(شامی ص ۵۰۴/ ج ۱۔ باب صفۃ الصلوۃ بیان کیفیۃ السجود، وعمدۃ الفقہ ص ۱۱۵/ ج ۲)

۲۲۔ مردوں پر ایام تشریق میں با جماعت فرض نمازوں کے بعد تکبیر تشریق واجب ہے لیکن عورتوں پر واجب نہیں الا یہ کہ وہ، مردوں کی جماعت میں کل کر مرد امام کے پیچھے نماز پڑھیں اور مرد امام نے عورتوں کی امامت کی نیت بھی کی ہو، اس صورت میں البتہ مردوں کی متابعت میں ان پر بھی تکبیر واجب ہو جائیگی ورنہ مستقلاً ان پر واجب نہیں۔ (یہ امام اعظم ابوحنیفہؒ کا عقیدہ ہے۔ امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کے قول کے مطابق عورت پر بھی تکبیر تشریق واجب ہے اور فتویٰ انہیں کے قول پر ہے) (عمدۃ الفقہ ص ۴۶۷/ ج ۲۔ بہشتی زیور ص ۸۱/ حصہ ۱۱)

۲۳۔ مرد تکبیر تشریق بلند آواز سے کہیں اور عورتیں اگر کہیں تو آہستہ آواز سے اگرچہ مردوں کی جماعت میں شامل ہو کر ہی کیوں نہ کہیں (بحوالہ بالا)

۲۴۔ عورتوں پر اپنی فرض نمازوں کے لئے اذان واقامت تو ہے ہی نہیں جیسا کہ گزر چکا ہے لیکن وہ، مردوں میں فرض نمازوں کے لئے بھی اذان، اقامت نہیں کہہ سکتیں اگر انہوں نے ایسا کیا تو مردوں پر اس اذان واقامت کا اعادہ ضروری ہوگا ورنہ ان کی وہ نماز بلا اذان واقامت متصور ہوگی اور ترک اذان واقامت کا گناہ بھی ہوگا۔ (عمدۃ الفقہ ص ۳۵، ۳۶/ ج ۲۔ بہشتی زیور ص ۲۰/ حصہ ۱۱)

۲۵۔ مردوں کے لئے فجر کی نماز اُجالے میں پڑھنا مستحب ہے جبکہ عورتوں کے لئے افضل یہ ہے کہ وہ فجر کی نماز طلوع فجر کے بعد اندھیرے میں پڑھیں اور باقی نمازوں میں مردوں کی جماعت کا انتظار کرنا بہتر ہے، جب ان کی جماعت ہو چکے، تب یہ پڑھیں۔

(عمدۃ الفقہ ص ۱۸/ ج ۲۔ بہشتی زیور ص ۱۰/ حصہ ۲، ص ۱۹/ حصہ ۱۱)

نوٹ: ہم نے عوام کی سہولت کے لئے عمدۃ الفقہ اور بہشتی زیور، اردو کی کتابوں کے حوالے دیئے ہیں ورنہ یہ تمام فرق، الھدایہ، البحر الرائق، الفتاویٰ العالمگیریہ اور رد المختار جیسے عربی کے مشہور ومتداول فتاویٰ ور متون وشروح میں بھی مذکور ہیں، اکثر وبیشتر تو باب صفۃ الصلوٰۃ میں اور باقی اپنے اپنے متعلقہ ابواب میں۔

الغرض مرد وعورت کی نماز اور اس کے مذکورہ متعلقات میں فرق، صریح احادیث، تعامل امت، اجماع ائمہ اربعہؒ اور اتفاق اہل علم سے ایک نا قابل تردید وانکار حقیقت کے طور پر ثابت ہے، اس کا منکر، غیر مقلدین کے ہی امام عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کے بقول "کتب حدیث وتعامل اہل علم سے بے خبر ہے"۔

(ختم شد)